JOURNAL OF RESEARCH (URDU)

ISSN (Print): 1726-9067, ISSN (Online):1816-3424
Volume No. 42, Issue No.01

TITLE OF THE PAPER

پریم چند کے ناول ''گئودان'' میں مقامیت کا رجحان

AUTHOR(S)

* **Arshia Khan**
Ph.D Scholar, Department of Urdu
University of Peshawar, Peshawar
** **Dr. Sohail Ahmad**
Professor, Department of Urdu,
University of Peshawar, Peshawar

CONTACT

* sabirkhanbaig60@gmail.com
** farhanaqazi.@uop.edu.com

HISTORY OF THE PAPER

Received on: June 06, 2026
Accepted on: June 24, 2026
Published on: June 30, 2026

DETAIL(S)

Volume No. 42, Issue No. 01, Page No: 57-62
Publisher:
Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University
Multan (Pakistan)-60800

LICENSE

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

COPYRIGHT

©The author(s) 2026. ©Journal of Research (Urdu) 2026.
This publication is an open access article.

JOURNAL'S PROFILE

Journal of Research (Urdu) is a bi-annual "Y" category journal approved by Higher Education Commission of Pakistan.
It started in 2001 from Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan). At that time, it was owned by the Faculty of Languages & Islamic Studies. Later in 2008, Higher Education Commission of Pakistan recognized it as a research journal of Urdu in Category "Z". Since then, it is owned by the Department of Urdu, BZU, Multan. In 2014, it was upgraded and accepted for Category "Y".

CONTACT

Dr. Muhammad Asif
Editor, Journal of Research
Department of Urdu, BZU Multan-60800

MOBILE:
+92 333 6062921

WEBSITE:
https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

EMAIL:
jorurdu@bzu.edu.pk
muhammadasif12@bzu.edu.pk

ADDRESS

Office of the Journal of Research (Urdu), Department of Urdu,
Bahauddin Zakariya University, Multan

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

* عرشیہ خان ** پروفیسر ڈاکٹر سہیل احمد

پریم چند کے ناول ”گئودان“ میں مقامیت کا رجحان

The tendency of localism in Premchand's novel “Godaan”

ABSTRACT

This research paper examines localism (Muqamiyat) in Munshi Premchand's landmark novel Godaan (1936).He is an outstandingly great figure in Urdu-Hindi literature, authentically portrays rural North India—particularly Uttar Pradesh and Bihar—through main elements of localism: geographical, linguistic, economic, ritualistic, culinary, religious, social (caste), and psychological.

The analysis demonstrates that Godaan transcends mere storytelling to become a comprehensive cultural document of colonial-era village life. Linguistic authenticity is achieved through Awadhi and Bhojpuri dialects, while the economic depiction of peasant indebtedness and the sahukar system remains relevant today. The symbolic godaan (cow-gift) powerfully represents the unfulfilled aspirations of the rural poor.

This paper establishes Godaan as the zenith of localism in Urdu fiction. The study concludes that the novel's deep grounding in local culture enables its universal resonance—proving that the more locally rooted a narrative, the more globally meaningful it becomes.

KEYWORDS

Premchand, Godaan, Localism, Rural India, Urdu Novel

دور حاضر میں مقامیت کا تصور ایک جدید ادبی بیانیے کے طور پر ابھرا ہے۔ اردو میں مقامیت کا ماخذ عربی زبان ہے، فرہنگ آصفیہ کے مطابق

”مقامی۔۔۔ ٹھہرا ہوا، قیامی، کسی خاص جگہ کے متعلق، لوکل۔“(1)

لسانی اصطلاح میں ”مقامی“ کا لفظ ان لوگوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جن کا تعلق اس زمین سے ہو جہاں

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

سے ان کے آباؤاجداد کا تعلق ہو مگر بعد میں ان پر نو آبادیاتی نظام قابض ہو جائے۔مقامیت کا تصور ادب میں اپنے علاقے کی تہذیب، رہن سہن، بول چال، رسم ورواج، ماحول اور ثقافتی خصوصیات کے حقیقی اور اثر انگیز اظہار کا نام ہے۔اردو ناول، جو سرسبز و شاداب روایات کا حامل ہے، ابتدا سے ہی مقامی زندگی کے رنگوں کو سمیٹے ہوئے نظر آتا ہے۔دکن سے لے کر لکھنؤ، دہلی، کلکتہ اور پنجاب تک، اردو ناول نے ہر خطے کی مخصوص مقامیت کو اپنے بیانیے کا حصہ بنایا۔مقامیت کسی بھی ادب کی پہچان ہوتی ہے، کیونکہ یہ قاری کو اُس مخصوص معاشرے سے قریب تر کرتی ہے اور کرداروں کی معروضیت کو بڑھاتی ہے۔

مقامیت ادب کی وہ اہم ترین خصوصیت ہے جو کسی بھی تخلیق کو عالمگیر بننے سے پہلے مخصوص علاقائی اور ثقافتی شناخت عطا کرتی ہے۔اردو ناول، جو تقریباً دو صدیوں پر محیط ہے، نے ہمیشہ اپنی زمین، معاشرے اور تہذیب کی پیشکش کو مرکز بنایا ہے۔ڈپٹی نذیر احمد کے ناولوں سے لے کر قرۃ العین حیدر، عبداللہ حسین، شوکت صدیقی، مستنصر حسین تارڑ اور عصری ناول نگاروں تک، مقامیت ایک مستقل اور جاندار عنصر کے طور پر موجود ہے۔

منشی پریم چند(1880-1936)کا ناول ''گئودان'' اردو کے اہم ناولوں میں شمار کیا جاتا ہے۔یہ ناول 1936 میں شائع ہوا اور اسے برصغیر کی دیہاتی زندگی کا ایک عکاس تصور کیا جاتا ہے، کیونکہ اس میں شمالی ہند خاص طور پر اتر پردیش اور بہار کے دیہاتوں کی تہذیب، معیشت، رسم ورواج، زبان اور نفسیات کو فنکاری سے پیش کیا گیا ہے۔

مقامیت صرف جگہ کا حوالہ نہیں بلکہ وہ مجموعہ ہے جو کسی خطے کی شناخت بناتا ہے۔ریمنڈ ولیمز کے مطابق

> ''مقامی ادب ثقافتی مواد کا وہ ذخیرہ ہے جس میں ایک خاص علاقے کے لوگ اپنی حقیقی تصویر دیکھتے ہیں۔''(2)

''گئودان'' کی فضا شمالی ہند کے ایک فرضی دیہات "بلی پور" کو سامنے لاتی ہے جو دریائے گنگا کے کنارے واقع ہے۔پریم چند نے اس علاقے کی ارضیات، موسم اور زرعی زمین کو نہایت جزئیات کے ساتھ پیش کیا ہے۔

> ''گاؤں کے جنوب میں دریائے گنگا بہتا تھا، جس کا پانی صاف اور ٹھنڈا تھا۔بلی پور کے کھیت سرخ مٹی کے تھے، جہاں گیہوں اور گنّے کی فصلیں لہلہاتی تھیں۔گرمیوں میں دریا سوکھ جاتا تھا اور بچے اس کی ریت پر گلی ڈنڈا کھیلتے تھے۔''(3)

مقامیت کے حوالے سے اگر جائزہ لیا جائے تو پریم چند نے کرداروں کی زبان میں اتر پردیش اور بہار کے لہجے

کو مہارت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ خاص طور پر کمہاروں، چماریوں اور کسانوں کی بولی میں مقامی محاورے، کہاوتیں اور تلفظ کی خصوصیات ملتی ہیں۔ یہاں ''تناں توں'' اور ''سکھ دا ساہ'' جیسے محاورے مقامی پنجابی اور اودھی بولی کو ظاہر کرتے ہیں۔

''ہوری نے کہا۔ مائی باپ، اتنا بوجھ اٹھا کے آیا ہوں، ہڈیاں ڈھلی جا رہی ہیں۔ تناں توں سکھ دا ساہ لینے نئیں دیندی۔''(4)

''گئودان'' میں دیہاتی معیشت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ زمینداری نظام، کرایہ داری، سود خوری، فصلوں کی خرید و فروخت، اور دیہاتی قرضے کا رواج بڑی باریک بینی سے پیش کیا گیا ہے۔

''کسان کا سارا سال یوں گزرتا ہے کہ وہ بیج کے لیے قرضے لیتا ہے، کھاد کے لیے قرضے، فصل کٹنے کے لیے مزدوروں کی اجرت کے لیے قرضے، اور جب فصل آتی ہے تو سارا ساہوکاروں کے ہاتھ چلا جاتا ہے۔ گئودان کے لیے گائے تو کیا، ایک بکری بھی نہیں بچتی۔''(5)

ناول میں شادی بیاہ، جنازے، میلے، تہوار، اور دیگر رسومات کو تفصیل سے پیش کیا گیا ہے۔ خاص طور پر "گئودان" کی رسم (گائے کا دان) ناول کا مرکزی استعارہ ہے۔

''ہوری کی پوری زندگی ایک ہی تمنا میں گزر گئی کہ وہ گئودان کرے گا۔ گائے خریدے گا، برہمن کو دان کرے گا، اور مرنے کے بعد سیدھا بیکنٹھ جائے گا۔ مگر جب موت آئی تو اس کے پاس گئودان کے لیے ایک روپیہ بھی نہ تھا۔''(6)

''گاؤں میں شادی تین دن چلتی تھی۔ پہلے دن مہندی، دوسرے دن بارات، تیسرے دن وداعی۔ چوڑیاں پہنانے کی رسم، جوتا چھپانے کی رسم، ہر رسم کے پیچھے کوئی نہ کوئی کہانی تھی۔''(7)

ناول میں مقامی کھانوں کا بھی ذکر ملتا ہے۔ مکی کی روٹی، ساگ، چاول، دال، اور مخصوص پکوان جیسے ''کچوری'' اور ''جلیبی'' کا ذکر کرداروں کی معاشی زندگی کے مطابق کیا گیا ہے۔

''مکی کی روٹی ترکی تھی اور پیاز کا سالن بنا تھا۔ گرم گرم روٹیوں پر گھی ڈالا اور ہوری نے چپڑ چپڑ کر کے کھایا۔''(8)

ہندو مسلم اتحاد، دیوتاؤں کی پوجا، میلے، اور مذہبی عقائد کی مقامی شکلیں ناول میں موجود ہیں۔ خاص طور پر "گنگا نہانے"، "کاشی یاترا" اور "برہمن بھوگ" جیسی رسومات دیہاتی مذہبی زندگی کی عکاس ہیں۔

"بغیر گئودان کے موکش نہیں ملتا۔ جنت کے دروازے پر گائے ہی پہچان کرائے گی۔
ہوری نے سوچا، اگر گائے پہچان کرائے گی تو بھگوان کیا کریں گے؟۔"(9)

ناول میں طبقاتی نظام، چھوت چھات، برہمنوں کا غلبہ، اور نچلی ذاتوں پر ہونے والے مظالم کو کھول کر پیش کیا گیا ہے۔

"چماری کے گھر کا پانی برہمن کے گھر نہیں جاتا تھا۔ جھنیا اگر کسی اونچی ذات کے گھر چلی جاتی تو وہاں اسے برتن تک نہ دیتے۔"(10)

ہوری، دھنیا، گوبر، صونیا، اور ملکہ جیسے کرداروں کی نفسیات ان کے دیہاتی ماحول میں ڈھلی ہے۔ ہوری کی قناعت پسندی، دھنیا کی بدزبانی اور بے بسی، گوبر کی بغاوت، سب دیہاتی نظام کی پیداوار ہیں۔

"ہوری نے سوچا - 'جھگڑا تو تھا ہی بے فائدہ۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب روئے سے کیا ہو گا؟
زندگی تو کھیت کی طرح ہے، کبھی ہل چلے گا، کبھی بیل مرے گا۔"(11)

پریم چند نے "گئودان" کو ایک علامت بنا کر پیش کیا ہے۔ ہوری کی گائے صرف ایک جانور نہیں بلکہ اس کی تمام عمر کی خواہش، اس کی بے بسی، اور اس کی مذہبی عقیدت کی علامت ہے۔

"گائے کی قیمت تھی سو روپے۔ ہوری کی پوری زندگی کی کمائی شاید اتنی نہ تھی۔ مگر پھر بھی وہ گائے چاہتا تھا جیسے کوئی پیاسا پانی چاہتا ہے، یا کوئی بیمار صحت چاہتا ہے۔"(12)

مقامی حوالے سے پریم چند کے اس ناول میں مقامیت کے مختلف پہلو ملتے ہیں مثلاً زبان و بیان کے حوالے سے مقامی لہجہ اور محاورات، منظر میں وہاں کے کھیت، گلیاں اور دریائے گنگا کا بہاو نظر آتا ہے۔ کرداری میں ہوری، دھنیا، گوبر اسی ماحول میں ڈھلے دکھائی دیتے ہیں۔ سماجی لحاظ سے وہاں کا طبقاتی نظام، رسم و رواج تمام مقامیت کی صورتیں ہیں۔

نو آبادیاتی دور میں لکھا گیا یہ ناول انگریزی حکومت کے دور میں ہندوستانی دیہات کی ایک حقیقی تصویر ہے۔ پریم چند نے ناول میں انگریزوں کی آمد سے پہلے اور بعد کے نظام کی نشاندہی کی ہے۔ "گئودان" میں دیہاتی معیشت، قرض داری کا نظام، زمینداری، اور کسانوں کی حالت زار کا تجزیہ آج بھی متعلقہ ہے۔ آج کے عالمگیر دور میں جب

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

مختلف خطوں کی شناخت کو مٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے "گئودان" کی مقامیت اس نظام کے خلاف آواز کی حیثیت رکھتی ہے۔

''گئودان'' صرف ایک ناول نہیں بلکہ شمالی ہند کی دیہاتی تہذیب کی ایک مکمل اور مستند دستاویز ہے۔ اس تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ:

۱۔ ''گئودان'' میں مقامیت کے بڑے عناصر پائے جاتے ہیں: جغرافیائی، لسانی، معاشی، ثقافتی، مذہبی، سماجی اور نفسیاتی۔

۲۔ ان تمام عناصر کو پریم چند نے حقیقت پسندی اور تفصیل سے پیش کیا ہے۔

۳۔ ''گئودان'' کی مقامیت محض بیان نہیں بلکہ یہ ایک علامت ہے۔

۴۔ عصری دور میں بھی یہ ناول اپنی مقامیت کی وجہ سے اہمیت رکھتا ہے۔

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

حوالہ جات و حواشی

1۔ سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، جلد سوم (لاہور: اردو سائنس بورڈ اپر مال روڈ، 1995)، ص 383

2۔ ریمنڈ ولیمز، دی کنٹری اینڈ دی سٹی (لندن: چٹو اینڈ ونڈس، 1973)

3۔ منشی پریم چند، گئودان (اردو ترجمہ)، (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، 2005)، ص 12

4۔ ایضاً، ص 45

5۔ ایضاً، ص 112

6۔ ایضاً، ص 398

7۔ ایضاً، ص 67

8۔ ایضاً، ص 89

9۔ ایضاً، ص 156

10۔ ایضاً، ص 134

11۔ ایضاً، ص 234

12۔ ایضاً، ص 278